۱

وہ شمع گُل ہوئی جس سے کہ نام روشن تھا
نبیؐ کی آل کا گھر صبح و شام روشن تھا
دل حسین علیہ السّلام روشن تھا
مدینہ کیا کہ زمانہ تمام روشن تھا
غضب ہے بانوؑ کے دل کو جگر کا داغ ہوا
پکارتی تھی کہ ٹھنڈا میرا چراغ ہوا

۲

کسی کی بن کے نہ ایک بار یوں بگڑ جائے
بسی بسائی نہ بستی کوئی اُجڑ جائے
غضب ہے شیرِ جواں بانوؑ سے بچھڑ جائے
کسی کی کوکھ پہ آفت نہ ایسی پڑ جائے
قضا نے میرے کلیجے میں ہاتھ ڈالا ہے
جگر کو کاٹ کے لختِ جگر نکالا ہے

کہو امام سے مقتل کچھ ایسی دور نہیں
پسر کو ڈھونڈتے کیوں سیّدِ غیّور نہیں
حسینؑ کہتے تھے آنکھوں میں میری نور نہیں
خدا گواہ ہے بانوؑ میرا قصور نہیں
وہ دل کا حال ہے اس دم سنا نہیں سکتا
پسر بلاتا ہے اور باپ جا نہیں سکتا

پکارا شمر کہ کوئی نہیں بتانے کا
بڑا ثواب ہے سادات کے رلانے کا
نہ زندہ چھوڑیں گے بچّہ بھی اس گھرانے کا
ارادہ ہے علی اصغرؑ کے خوں بہانے کا
جو تیر پار گلے سے ہو ہم تو عید کریں
تمھاری گود میں ششماہہ کو شہید کریں

یہ سن کے شاہ چلے اس طرف بحالِ تباہ
عقاب لاش لیے آیا روبرو ناگاہ
حسینؑ بیٹے سے لپٹے تو بولا وہ ذیجاہ
غلام صدقے ہو خیمے میں لے چلو یا شاہ
پھوپھی کو دیکھ لیں قدموں پہ سر کو نہوڑا لیں
جنابِ والدہ صاحب سے دودھ بخشا لیں

۷

حسینؑ بولے چلو میری جان بسم اللہ
پھوپھی بھی بہنیں بھی ماں بھی تڑپتی ہے سرِ راہ
درِ خیام پہ لاشہ لیے جو پہونچے شاہ
پکاری بانوؑ کے رستہ دو صاحبو للہ
بتولؑ بال کھلے ساتھ ساتھ آئی ہے
علیؑ کے پوتے کی رن سے برات آئی ہے

سنبھالا بیبیوں نے لاشۂ علی اکبرؑ
کسی نے ہاتھ کسی نے قدم کسی نے سر
لٹایا مسندِ خیرالانام پہ لا کر
یہ حال دیکھ کے پہلو میں گری پڑی مادر
نہ غیرتِ پسرِ مہ لقا کا جوش رہا
نہ سر کا ہوش رہا نہ بدن کا ہوش رہا

سوز

جب چمن خاک میں اکبرؑ کی جوانی کا ملا
پانی پانی کہا اور قطرہ نہ پانی کا ملا
داغ سیدانیوں کو احمدؐ ثانی کا ملا
رن میں شہ کو نہ پتہ بانوؑ کے جانی کا ملا
رو رو کہتے تھے نہ طاقت ہے نہ بینائی ہے
بیٹا مارا گیا اور عالمِ تنہائی ہے